



6744

## آیت نمبر (13 تا 18)

ل ی ت

(ض)

کسی سے کسی چیز کو پھیر دینا۔ روک لینا۔ حق سے کم دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14۔  
 یٰئِئِنَّا  
 لَیْتٌ  
 یٰئِئِنَّا  
 لَیْتٌ  
 ﴿تُرَابًا عِیًّا﴾ (78/ النبا: 40) ”اے کاش میں ہوتا ایک مٹی۔“

ترکیب

(آیت۔ 13) لِنَتَّعَارَفُ فُؤَا بَاب تفاعل سے ماضی کا صیغہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ماضی پر لام نمی نہیں آتا۔ اس لیے یہ اصلاً مضارع میں تَتَّعَارَفُونَ ہے جس کی ایک تا گرا دینا جائز ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تَعَارَفُونَ ہوا۔ پھر لام نمی داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا تو تَعَارَفُوا ہو گیا۔ (آیت۔ 14)۔ لَمَّا یہاں پر جازم مضارع کے طور پر آیا ہے۔ اس لیے یہ لَمَّا یَدْخُلُ ہے۔ جسے آگے ملانے کے لیے لام کو کسرہ دی گئی ہے۔ یہ لَمَّ یَدْخُلُ سے مختلف ہے۔ لَمَّ یَدْخُلُ کا مطلب ہے داخل ہوا ہی نہیں۔ جبکہ لَمَّا یَدْخُلُ کے معنی ہیں ابھی تک داخل نہیں ہوا۔ لَا یَلِیْتُکُمْ بھی دراصل مضارع لَا یَلِیْتُکُمْ ہے۔ جو اب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا تو یا گر گئی اور لَا یَلِیْتُ استعمال ہوا۔

## ترجمہ

|                               |  |   |                              |                                   |
|-------------------------------|--|---|------------------------------|-----------------------------------|
| یٰئِئِنَّا لَیْتٌ             | اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ                        | مِّنْ ذَكَرٍ                                  | وَ اُنْفٰی                   | وَجَعَلْنٰكُمْ                    |
| اے لوگو                       | بیشک ہم نے پیدا کیا تم لوگوں کو            | ایک مرد سے                                    | اور ایک عورت سے              | اور ہم نے بنایا تم لوگوں کو       |
| شُعُوْبًا                     | وَقَبٰیِلَ                                 | لِنَتَّعَارَفُ فُؤًا                          | اِنَّ اَكْرَمَكُمْ           | عِنْدَ اللّٰهِ                    |
| قومیں                         | اور قبیلے                                  | تا کہ تم لوگ ایک دوسرے کو پہچانو              | بیشک تم لوگوں کا زیادہ باعزت | اللہ کے نزدیک                     |
| اَتَّقٰكُمْ ط                 | اِنَّ اللّٰهَ                              | عَلَيْكُمْ حَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾                      | قَالَتِ الْاَعْرَابُ         | اَمَّا ط                          |
| تم لوگوں کا زیادہ پرہیزگار ہے | یقیناً اللہ                                | جاننے والا ہے باخبر ہے                        | کہا بد لوگوں نے              | ہم ایمان لائے                     |
| لَمَّ تُوْمِنُوْا             | وَلٰكِنْ قَوْلُوْا                         | اَسْلَمْنَا                                   | وَلَمَّا يَدْخُلِ            | اَلْاِيْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ط |
| تم لوگ ایمان نہیں لائے        | اور لیکن (بلکہ) تم لوگ (یوں) کہو           | ہم فرمانبردار ہوئے                            | اور ابھی تک داخل نہیں ہوا    | ایمان تمہارے دلوں میں             |
| وَ اِنْ تُطِيعُوْا            | اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ                       | لَا يَلِیْتُكُمْ                              | مِّنْ اَعْمَالِكُمْ          | شَيْئًا ط                         |
| اور اگر تم لوگ اطاعت کرو گے   | اللہ اور اس کے رسول کی                     | تو وہ کم نہیں کرے گا تمہارے لیے               | تمہارے اعمال میں سے          | کچھ بھی                           |
| اِنَّ اللّٰهَ                 | عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾                    | اِنَّمَّا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ          | اٰمَنُوْا                    | بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ            |
| بیشک اللہ                     | بے انتہا بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے | کچھ نہیں سوائے اس کے وہ ایمان لانے والے جو    | ایمان لائے                   | اللہ اور اس کے رسول پر            |
| ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا       | وَجَهْدُوْا                                | بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ               | فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط      |                                   |
| پھر وہ شبہہ میں پڑے ہی نہیں   | اور انہوں نے جدوجہد کی                     | اپنے مالوں اور اپنی جانوں (وقت اور صلاحیت) سے | اللہ کی راہ میں              |                                   |



|                                   |                              |                           |                               |                      |
|-----------------------------------|------------------------------|---------------------------|-------------------------------|----------------------|
| أُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿١٤﴾  | قُلْ                         | أَتَعْلَمُونَ             | اللَّهُ                       | ١٤٤                  |
| یہ لوگ ہی سچ کہنے والے ہیں        | آپ کہیے                      | کیا تم لوگ علم دیتے ہو    | اللہ کو                       | اپنے دین کے بارے میں |
| وَاللَّهُ يَعْلَمُ                | مَا فِي السَّمَوَاتِ         | وَمَا فِي الْأَرْضِ ط     | وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ      |                      |
| حالانکہ اللہ جانتا ہے             | اس کو جو آسمانوں میں ہے      | اور اس کو جو زمین میں ہے  | اور اللہ ہر چیز کو            |                      |
| عَلِيمٌ ﴿١٥﴾                      | يَسْتُونَ عَلَيْكَ           | أَنْ أَسْلَمُوا ط         | قُلْ لَا تَمُنُّوا            |                      |
| جاننے والا ہے                     | یہ لوگ احسان رکھتے ہیں آپ پر | کہ وہ لوگ فرمانبردار ہوئے | آپ کہیے تم لوگ احسان مت رکھو  |                      |
| عَلَىٰ                            | إِسْلَامِكُمْ ج              | بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ      | عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ     |                      |
| مجھ پر                            | اپنے فرمانبردار ہونے کا      | بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے  | تم پر کہ اس نے ہدایت دی تم کو |                      |
| لِلْإِيمَانِ                      | إِنْ كُنْتُمْ                | صَادِقِينَ ﴿١٦﴾           | إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ        |                      |
| ایمان لانے کی                     | اگر تم لوگ ہو                | سچ کہنے والے              | یقیناً اللہ جانتا ہے          |                      |
| غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط | وَاللَّهُ بَصِيرٌ            | بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾    |                               |                      |
| آسمانوں اور زمین کے غیب کو        | اور اللہ دیکھنے والا ہے      | اس کو جو تم لوگ کرتے ہو   |                               |                      |

## نوٹ: 1

پچھلی آیات میں اہل ایمان کو خطاب کر کے وہ ہدایات دی گئی تھیں جو مسلم معاشرے کو خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اب آیت - 13 - میں پوری نوع انسانی کو خطاب کر کے اُس عظیم گمراہی کی اصلاح کی گئی ہے جو دنیا میں ہمیشہ عالمگیر فساد کا موجب بنی ہے یعنی رنگ، نسل، زبان، وطن اور قومیت کا تعصب۔ قدیم زمانے سے آج تک ہر دور میں انسان بالعموم انسانیت کو نظر انداز کر کے اپنے گرد کچھ چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچتا رہا ہے جن کے اندر پیدا ہونے والوں کو اس نے اپنا اور باہر پیدا ہونے والوں کو غیر قرار دیا ہے۔ یہ دائرے کسی عقلی اور اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں۔ پھر ان بنیادوں پر اپنے اور غیر کی جو تمیز قائم کی گئی ہے وہ صرف اس حد تک محدود نہیں رہی کہ اپنوں کے ساتھ زیادہ محبت اور زیادہ تعاون ہو بلکہ اس تمیز نے نفرت و عداوت، تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بدترین شکلیں اختیار کی ہیں۔ افریقہ اور امریکہ میں سیاہ فام لوگوں پر جو ظلم ڈھائے گئے ان کو آج بیسویں صدی میں بھی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ یورپ کے لوگوں نے امریکہ میں گھس کر ریڈ انڈین لوگوں کی جس طرح نسل کشی کی اور ایشیا اور افریقہ کی کمزور قوموں کے ساتھ جو برتاؤ کیا اس کی تہہ میں یہی تصور کارفرما ہے کہ اپنے وطن اور اپنی قوم سے باہر پیدا ہونے والوں کی جان و مال اور آبرو ان پر مباح ہے اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ ان کو لوٹیں، غلام بنائیں اور ضرورت پڑے تو صفحہ ہستی سے مٹادیں۔ مغربی اقوام کی قوم پرستی اور نسلی برتری کے تصور نے پچھلی جنگ عظیم میں جو کرشمے دکھائے ہیں انہیں نگاہ میں رکھا جائے تو باسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ کتنی عظیم اور تباہ کن گمراہی ہے جس کی اصلاح کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین نہایت اہم اصولی حقیقتیں بیان فرمائی ہیں۔

ایک یہ کہ ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے تمہاری پوری نوع وجود میں آئی ہے۔ اور آج تمہاری جتنی نسلیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں وہ درحقیقت ایک ابتدائی نسل کی شاخیں ہیں جو ایک ماں اور ایک باپ سے شروع ہوئی تھی۔ اس سلسلہ تخلیق میں کسی جگہ بھی اُس تفرقے اور اونچ نیچ کے لیے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے جس کے زعمِ باطل میں تم مبتلا ہو۔ دوسرے یہ کہ اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا قبیلوں



اور قوموں میں تقسیم ہو جانا ایک فطری امر تھا۔ نسل بڑھنے کے ساتھ ناگزیر تھا کہ بے شمار خاندان بنیں اور پھر خاندانوں سے قبائل اور اقوام وجود میں آئیں اسی طرح زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہونے کے بعد رنگ، خدوخال، زبانیں اور طرز بود و باش بھی لامحالہ مختلف ہو جانے تھے۔ مگر اس فطری فرق و اختلاف کا تقاضہ یہ ہرگز نہ تھا کہ اس کی بنیاد پر اونچ نیچ اور برتر و کمتر کے امتیاز قائم کیے جائیں۔ خالق نے جس وجہ سے انسانی گروہوں کو اقوام اور قبائل کی شکل میں مرتب کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ان کے درمیان باہمی تعارف اور تعاون کی فطری صورت یہی ہے۔ اسی طریقے سے وہ زندگی کے معاملات میں ایک دوسرے کے مددگار بن سکتے ہیں۔ یہ محض شیطانی جہالت ہے جس نے اس باہمی تعارف و تعاون کے ذریعے کو باہمی تفاخر اور تنافر کا ذریعہ بنا دیا اور پھر نوبت ظلم و عدوان تک پہنچا دی۔ تیسرے یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی کوئی بنیاد اگر ہے اور ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ ایک شخص برائیوں سے بچنے والا اور نیکی و پاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہے، وہ اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر قابل قدر ہے خواہ وہ کسی نسل، کسی قوم یا کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہر حال ایک کمتر درجے کا انسان ہے چاہے وہ کالا ہو یا گورا، مشرق میں پیدا ہوا ہو یا مغرب میں۔

یہی حقائق جو قرآن کی ایک مختصر سی آیت میں بیان کیے گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مختلف ارشادات میں زیادہ کھول کر بیان فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ لوگو! تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نگاہ میں عزت والا ہے۔ دوسرا فاجر اور شقی، جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہے۔ ورنہ سارے انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک تقریر میں آپؐ نے فرمایا کہ لوگو! خبردار رہو! تم سب کا خدا ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر اور عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ ایک اور حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ حقیر ہوں گے۔

یہ تعلیمات صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں رہی ہیں بلکہ اسلام نے ان کے مطابق اہل ایمان کی ایک عالمگیر برادری عملاً قائم کر کے دکھا دی۔ اسلام کے مخالفین تک کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ انسانی مساوات کے اصول کو جس کامیابی کے ساتھ مسلم معاشرے میں عملی شکل دی گئی اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی دین اور کسی نظام میں نہیں پائی جاتی، نہ کبھی پائی گئی ہے۔ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار نسلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنا دیا ہے۔ (تفہیم القرآن - ج ۵، ص: ۹۵، ۹۹ تا ۹۵ سے ماخوذ)

نوٹ: 2

(آیت - 14) میں اسلام کے لغوی معنی مراد ہیں، اصطلاحی معنی مراد نہیں ہیں۔ اصطلاحی ایمان اور اصطلاحی اسلام اگرچہ معنی و مفہوم کے اعتبار سے الگ الگ ہیں، کہ ایمان اصطلاح شرع میں تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام نام ہے اعمال ظاہرہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنے کا، لیکن شریعت میں تصدیق قلبی اس وقت تک قابل اعتبار نہیں جب تک اس کا اثر اعمال و افعال تک نہ پہنچ جائے۔ اسی طرح اسلام اگرچہ اعمال ظاہرہ کا نام ہے لیکن شریعت میں اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کہ دل میں تصدیق نہ آجائے، ورنہ وہ نفاق ہے۔ اس لحاظ سے اسلام اور ایمان مبدأ (ابتدا ہونے کی جگہ) اور منتہی (انتہا تک پہنچنے کی جگہ) کے اعتبار سے تو الگ الگ ہیں، کہ ایمان باطن اور قلب سے شروع ہو کر ظاہراً اعمال تک پہنچتا ہے اور اسلام افعال ظاہرہ سے شروع ہو کر باطن کی تصدیق تک پہنچتا ہے۔ مگر مصداق کے اعتبار سے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں کہ ایمان اسلام کے بغیر اور اسلام ایمان کے بغیر معتبر نہیں۔ شریعت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص مسلم ہو مومن نہ ہو یا مومن ہو مسلم نہ ہو۔ مگر یہ کلام اصطلاحی ایمان و اسلام میں ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مسلم ہو مومن نہ ہو جیسا کہ تمام منافقین کا یہی حال تھا۔ (معارف القرآن)۔



آیت - 15۔ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ مَوْنِينَ کے عدم تذبذب کی شہادت کے طور پر آیا ہے۔ ایک شخص اگر ایک نصب العین کے لیے جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا تو یہ ایک ناقابل انکار شہادت اس بات کی ہے کہ اس کو اپنے نصب العین کی صداقت پر پورا یقین ہے۔ اور اگر وہ اس کی خاطر نہ مال قربان کرنے پر تیار ہے، نہ اپنی جان کو کسی خطرے میں ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے، تو وہ اپنے نصب العین کے عشق میں کتنی ہی لاف زنی کرے لیکن اس کا عمل گواہی دے رہا ہے کہ وہ اس کے باب میں ابھی مبتلائے شک ہے۔ (تدبر قرآن)۔

نوٹ: 3

## سورة ق (50)

## آیت نمبر (1 تا 11)

ب س ق

(ن) بُسُوْقًا  
بَاسِقٌ  
درخت کا لبے تنے کا ہونا۔  
فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ لبے تنے والا۔ زیر مطالعہ آیت - 10

م ج د

(ك) مَجَادَةٌ  
مَجِيدٌ  
بزرگی اور عظمت والا ہونا۔ بڑی شان والا ہونا۔  
فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بزرگ، شان والا۔ زیر مطالعہ آیت - 1

ترکیب

(آیات - 1 تا 3) قسم کے جواب میں عموماً ایک جواب قسم آتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں خدا کی قسم یہ بات یوں ہے یا یہ بات یوں نہیں ہے۔ یہاں وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ قسم ہے اور اس کا جواب قسم مخدوف ہے۔ آگے کی آیات کے پیش نظر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے یہاں لَتُبْعَثُنَّ (تم لوگ لازماً دوبارہ اٹھائے جاؤ گے) کو مخدوف مانا ہے۔ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ میں هَذَا کا اشارہ اسی مخدوف جواب قسم کی طرف ہے۔ ءَاِذَا شَرَطِيہ ہے۔ مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا شَرَطِيہ ہے۔ اس کا جواب شرط مخدوف ہے۔ ذَلِكُمْ رَجْعٌ بَعِيدٌ میں ذَلِكُمْ کا اشارہ اسی مخدوف جواب شرط کی طرف ہے، (آیت - 7 تا 11)۔ وَالْأَرْضِ مَدَدْنَاهَا میں مَدَدْنَاهَا کی ضمیر مفعولی ہا آگئی ہے اس لیے الْأَرْضِ کو اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش ختم ہوگئی۔ اب اس کو کسی فعل مخدوف کا مفعول مانا جائے گا جو لَمْ يَرَوْا ہو سکتا ہے۔ اس طرح پورا جملہ یوں ہے۔ أَوْلَمْ يَرَوْا الْأَرْضَ كَيْفَ مَدَدْنَاهَا۔ ذِكْرِي یہاں محلاً حالت نصب میں ہے۔ تَبْصِرَةً اور ذِكْرِي، دونوں کو حال بھی مانا جا سکتا ہے اور أَنْبَتْنَا کا مفعول لہ بھی۔ جَتَّتِ۔ حَبٌّ اور أَلْنَحْلَ، یہ سب فَاَنْبَتْنَا کے مفعول ہیں جبکہ رِزْقًا حال ہے۔ أَحْيَيْنَا بِهِ میں ہ کی ضمیر مَاءً مُّبْرَكًا کے لیے ہے۔

## ترجمہ

|     |  |                          |                  |
|-----|--|--------------------------|------------------|
| ق ق | وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝                                  | بَلْ عَجِبُوا            | أَنْ جَاءَهُمْ   |
| -   | اس عظیم الشان قرآن کی قسم ہے (تم لوگ لازماً اٹھائے جاؤ گے) | بلکہ ان لوگوں نے حیرت کی | کہ آیا ان کے پاس |



|  |                                |                         |                                |                              |
|--|--------------------------------|-------------------------|--------------------------------|------------------------------|
| مُنذِرٌ مِّنْهُمْ                            | فَقَالَ الْكُفْرُونَ           | هَذَا                   | شَيْءٌ عَجِيبٌ ۖ               | ءَاذًا مِّنَّا               |
| ایک خبردار کرنے والا ان میں سے               | پھر کہا انکار کرنے والوں نے    | یہ (اٹھایا جانا)        | عجیب سی چیز ہے                 | کیا جب ہم مردہ ہو جائیں گے   |
| وَكُنَّا تُرَابًا ۖ                          | ذَلِكَ                         | رَجَعْنَا بَعِيدًا ۝    | قَدْ عَلِمْنَا                 |                              |
| اور ہم ہو جائیں گے مٹی (تب اٹھائیں جائیں گے) | یہ (اٹھایا جانا)               | بہت دور والا لوٹنا ہے   | ہم جان چکے ہیں                 |                              |
| مَا تَنْقُصُ                                 | وَعَدْنَا                      | كِتَابٌ حَفِیْظٌ ۝      | بَلْ كَذَّبُوا                 |                              |
| اس کو جو گھٹاتی ہے                           | اور ہمارے پاس                  | محفوظ کرنے والی کتاب ہے | بلکہ انہوں نے جھٹلایا          |                              |
| بِالْحَقِّ                                   | لَمَّا جَاءَهُمْ               | فَهُمْ                  | أَفَلَمْ يَنْظُرُوا            |                              |
| حق کو  | جب وہ آیا ان کے پاس            | نتیجتاً وہ لوگ          | تو کیا انہوں نے دیکھا ہی نہیں  |                              |
| إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ                  | كَيْفَ بَنَيْنَاهَا            | وَزَيَّنَّاهَا          | وَمَا لَهَا                    | مِنْ فُرُوجٍ ۝               |
| آسمان کی طرف اپنے اوپر                       | کیسا ہم نے بنایا اس کو         | اور سجایا اس کو         | اور نہیں ہیں اس میں            | کوئی بھی دراڑیں              |
| وَالْأَرْضِ                                  | مَدَدْنَاهَا                   | وَأَلْقَيْنَا           | فِيهَا رَوَاسِيَ               | وَأَنْبَتْنَا فِيهَا         |
| اور (کیا دیکھتے نہیں) زمین کو                | (کیسا) ہم نے پھیلا یا اس کو    | اور ہم نے ڈالے          | اس میں کچھ پہاڑ                | اور ہم نے اُگائے اس میں      |
| مِنْ كُلِّ زَوْجٍ مَّهِیْمٍ ۝                | تَبَصَّرَةً                    | وَذِكْرَى               | لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝      |                              |
| ہر شاداب جوڑے میں سے                         | بجھانے (دکھا کر سبھانے) کے لیے | اور یاد دہانی کے لیے    | ہر متوجہ رہنے والے بندے کے لیے |                              |
| وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ                 | مَاءً مُّبْرَكًا               | فَأَنْبَتْنَا بِهِ      | جَبْتٍ                         | وَوَحَبَ الْحَبِيبِ ۝        |
| اور ہم نے اتارا آسمان سے                     | کچھ برکت دیا ہوا پانی          | پھر ہم نے اُگائے ان سے  | کچھ باناٹ                      | اور کاٹے ہوئے (اناج) کے دانے |
| وَالنَّخْلَ                                  | بِسِقِّتٍ                      | لَهَا طَلْعٌ            | تَضِيئًا ۝                     | رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۖ        |
| اور کھجوریں                                  | لبے تنے والیاں                 | ان کے لیے کو نپل ہے     | تہہ بہ تہہ                     | زرق ہوتے ہوئے بندوں کے لیے   |
| وَاحْيَيْنَاهُ                               | بَلَدًا مَّيْتًا ۖ             | كَذَلِكَ                | الْحُرُوجِ ۝                   |                              |
| اور ہم نے زندہ کیا اس (پانی) سے              | ایک مردہ بستی کو               | اسی طرح                 | (قبروں سے) نکلنا ہے            |                              |

کسی معتبر روایات سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ سورہ کس زمانے میں نازل ہوئی تھی۔ مگر مضامین پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ نزول مکہ معظمہ کا دوسرا دور ہے۔ جو نبوت کے تیسرے سال سے شروع ہو کر پانچویں سال تک رہا جب کفار کی مخالفت اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی مگر ابھی ظلم و ستم کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ پوری سورہ کا موضوع آخرت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو لوگوں کو سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہوا کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور ان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ تو بالکل انہونی بات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہمارا ذرہ ذرہ زمین میں منتشر ہو چکا ہو تو ان پر اگندہ اجزاء کو ہزار ہا برس کے بعد پھر سے اکٹھا کر کے ہمارا یہی جسم از سر نو بنا دیا جائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تقریر نازل ہوئی۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 1



مردوں کے زندہ ہونے کا انکار کرنے والوں کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسانی جسم کے اجزاء ہی ہو جاتے ہیں۔ پھر پانی اور ہوا اس کے ذرات کہاں سے کہاں پہنچا دیتے ہیں۔ قیامت میں دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ساری دنیا میں بکھرے ہوئے اجزاء کو معلوم رکھنا کہ یہ جڑ فلاں کا ہے یہ فلاں کا اور پھر ہر ایک کے اجزاء کو الگ الگ جمع کر دینا کس کے بس کی بات ہے۔ قرآن نے اس کا جواب دیا کہ اللہ جانتا ہے کہ مردے کے کس کس حصے کو زمین نے کھا لیا ہے۔ پھر وہ مٹی دنیا جہاں کے جس جس گوشے میں پہنچتی ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔ وہ جب چاہے گا سب کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔ ذرا غور کرو کہ اس وقت ہر انسان کا جسم جن اجزاء سے مرکب چلتا پھرتا نظر آتا ہے، اس میں بھی تو ساری دنیا کے مختلف گوشوں کے اجزاء جمع ہیں۔ کوئی غذا کی صورت میں کوئی دوا کی صورت میں سارے عالم کے مختلف شہروں اور جنگلوں کے اجزاء ہی تو ہیں جن سے یہ موجودہ جسم مرکب ہوا ہے۔ اس کے لیے کیا دشوار ہے کہ ان اجزاء کو دنیا میں پھر منتشر کرنے کے بعد ایک جگہ پھر جمع کر دے۔ مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ كِي تَفْسِيرِ حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اور مجاہدؓ سے منقول ہے۔ (معارف القرآن)۔

وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ كَامَطْلَبِ يَهْ كَذَاتِي عِلْمِ كَسُوَا اللّٰهُ تَعَالٰى نَهْ هَرِجِزِ كَارِي كَارُ مَحْفُوظِ رَكْنَهْ كَهْ لِيَهْ اِيَكِ دَفْتَرِ بَهِي قَاتِمِ كَر رَكْهَ بَهْ جِسْ مِيْ يَهْ بَهِي دَرَجِ بَهْ كَهْ كُونِ شَخْصِ زَمِيْنِ كِي كَسْ پِهْنَانِيْ مِيْ دَفْنِ بَهْ اُوْر اَسْ كَهْ جِسْمِ كَهْ اِجْزَاءِ كِهَا كِهَا مِيْ اُوْر هَرِ شَخْصِ كَهْ تَمَامِ اَقْوَالِ وَاَفْعَالِ بَهِي اَسْ مِيْ دَرَجِ مِيْ۔ يَهْ رِي كَارُ مَحْفُوظِ رَكْنَهْ كَامَعَامَلَهْ جَاهِلِيْتِ كَهْ عَرَبُوْنَ كَهْ لِيَهْ تُو اِجْتِنَهْ كَا هُو سَكْتَا تَهَا لِيَكِنِ اَسْ زَمَانَهْ مِيْ سَانَسِ نَهْ جُو اِنْكَشَافَاتِ كِيَهْ مِيْ اِن كُو جَانَنَهْ كَهْ بَعْدِ، اِگْر كُوْنِيْ شَخْصِ قُرْآنِ كَهْ اَسْ دَعْوَهْ مِيْ شَكْ كَرَهْ تُو اِيَسَهْ هِثْ دَهْرَمُوْنَ كُو كُوْنِيْ بَرِيْ سَهْ بَرِيْ دَلِيْلِ بَهِي قَاتِلِ نَهِيْ كَر سَكْتِي۔ يَهْ لُوْگْ اَسْ وَقْتِ مَا نِيْنِ گَهْ جَبْ اِن كَهْ هَاتَهُوْنَ مِيْ اِن كَهْ اَعْمَالِ نَا مَهْ پِكْرُ اَدِيَهْ جَانِيْنِ گَهْ۔ (تدبر قرآن)۔

### آیت نمبر (12 تا 19)

ل ف ظ

(ض)

لَفْظًا منہ سے پھینکنا۔ منہ سے با معنی آواز نکالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18۔

ح ی د

(ض)

حَبِيْدًا کسی چیز سے ہٹنا۔ پہلو تہی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 19۔

ترکیب

(آیت۔ 17) يَتَلَقِّيْ مَادَه ”ل ق ی“ سے باب تفعّل کا مضارع ہے اور اس سے پہلے اذ آیا ہے۔ اس لیے قاعدے کے لحاظ سے اس کا ترجمہ ماضی میں ہونا چاہیے تھا۔ (دیکھیں آیت۔ ۱۱/۲، نوٹ۔ ۱) لیکن یہاں پر آفاقی صداقت کا بیان ہو رہا ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ حال میں کیا جائے گا۔ قَعِيْدٌ كِي رَفْعِ تَارِهِيْ بَهْ كَهْ يَهْ حَالِ نَهِيْنِ هُو سَكْتَا بَلْكهْ يَهْ خَبْرِ بَهْ۔ اَسْ كَا مَبْتَدَا هُمَا مَحْذُوْفٌ بَهْ۔ هُمَا كِي ضَمِيْرِ اَلْمُبْتَلَقِيْنَ كَهْ لِيَهْ بَهْ اُوْر چُوْنْكهْ قَعِيْدٌ مَذْكَرٌ مَوْثٌ، وَاَحْدٌ جَمْعٌ، سَبْ كَهْ لِيَهْ قَعِيْدٌ هِيْ اَتَا بَهْ۔ (دیکھیں آیت۔ ۱۲/۲، کی لغت میں مادہ ”ق ع د“ اس لیے قَعِيْدَانِ لَانَهْ كِي ضَرْوْرَتِ نَهِيْنِ۔



6744

## ترجمہ

|                          |                |                      |                 |                         |
|--------------------------|----------------|----------------------|-----------------|-------------------------|
| كَذَّابَتْ قَبْلَهُمْ    | قَوْمُ نُوحٍ   | وَاصْحَابُ الرَّيْسِ | وَأَشْمُودٌ ۝۱۵ | وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ    |
| جھٹلایا ان لوگوں سے پہلے | نوحؑ کی قوم نے | اور کنوئیں والوں نے  | اور شمود نے     | اور عاد نے اور فرعون نے |

|                              |                        |                   |                         |
|------------------------------|------------------------|-------------------|-------------------------|
| وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝۱۶        | وَاصْحَابُ الْأَيْكَةِ | وَقَوْمُ ثَبَعَةَ | كُلُّ كَذَّابٍ رَّسُلًا |
| اور لوطؑ کے بھائیوں (قوم) نے | اور گھنے درخت والوں نے | اور تبع کی قوم نے | سب نے جھٹلایا رسولوں کو |

|            |               |                   |                          |                             |
|------------|---------------|-------------------|--------------------------|-----------------------------|
| وَحَقِّ    | وَعَبِيدٌ ۝۱۷ | أَفْعَيْبِنَا     | بِالْحَلْقِ الْأَوَّلِ ط | بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ        |
| تو سچ ہوئی | میری دھمکی    | تو کیا ہم تھک گئے | پہلی بار پیدا کرنے سے    | بلکہ یہ لوگ ایک شبہ میں ہیں |

|                           |                                   |              |                  |               |                |
|---------------------------|-----------------------------------|--------------|------------------|---------------|----------------|
| فَمِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۱۸ | وَلَقَدْ خَلَقْنَا                | الْإِنْسَانَ | وَنَعَلِمُ       | مَا           | تُؤَسُّوسُ     |
| نئے (دوبارہ) پیدا کرنے سے | اور یقیناً ہم نے (ہی) پیدا کیا ہے | انسان کو     | اور ہم جانتے ہیں | اس (تک) کو جو | وسوسہ ڈالتا ہے |

|                 |              |                             |                            |                 |
|-----------------|--------------|-----------------------------|----------------------------|-----------------|
| بِهِ            | نَفْسُهُ ۝۱۹ | وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ  | مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝۲۰ | إِذْ يَتَلَفَّى |
| اس (کے ذہن) میں | اس کا نفس    | اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کے | بہ نسبت (اس کی) شہ رگ کے   | جب لے لیتے ہیں  |

|                 |                 |                   |                            |                               |
|-----------------|-----------------|-------------------|----------------------------|-------------------------------|
| الْمُتَلَقِّينَ | عَنِ الْيَمِينِ | وَعَنِ الشِّمَالِ | فَعَبِيدٌ ۝۲۱              | مَا يَلْفُظُ                  |
| دولینے والے     | دائیں طرف سے    | اور بائیں طرف سے  | (وہ دونوں) ہمیشہ نگران ہیں | وہ (انسان) منہ سے نہیں نکالتا |

|              |                       |                        |                              |              |
|--------------|-----------------------|------------------------|------------------------------|--------------|
| مِنْ قَوْلٍ  | إِلَّا لَدَيْهِ       | رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝۲۲    | وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ | بِالْحَقِّ ط |
| کوئی بھی بات | مگر (یہ کہ) اس کے پاس | ایک چوکس نگران ہوتا ہے | اور آئی موت کی مدہوشی        | حق کے ساتھ   |

|            |                           |
|------------|---------------------------|
| ذَلِكَ مَا | كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدٌ ۝۲۳ |
| یہ وہ ہے   | تو جس سے کئی کتراتا تھا   |

پورے قرآن مجید میں اصحاب الرّس کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے۔ ایک اس سے پہلے سورہ فرقان کی آیت۔ 38 میں اور دوسرے اب زیر مطالعہ آیت۔ 12 میں۔ مگر دونوں جگہ انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کے سلسلے میں صرف ان کا نام ہی لیا گیا ہے۔ ان کے متعلق کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی اور نہ کوئی قابل اعتماد تفصیل کسی روایت میں ملتی ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح ان کی طرف محض ایک اشارہ کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے زمانے میں اہل عرب بالعموم اس قوم اور اس کے قصے (کرتوتوں) سے واقف تھے لیکن بعد میں ان کے متعلق روایات تاریخ میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 1

(آیات۔ 12-14) میں آخرت کے حق میں تاریخی استدلال ہے۔ ان آیات میں عرب اور اس کے گرد و پیش کی قوموں کے انجام کو اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ آخرت کا جو عقیدہ تمام انبیاء پیش کرتے رہے ہیں، وہی حقیقت کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس کا انکار جس قوم نے بھی کیا، وہ اپنی تمام تر مادی ترقی کے باوجود، شدید اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہو کر رہی اور آخر کار خدا کے عذاب نے اس کے وجود سے دنیا کو پاک کیا۔ کسی کام سے اگر پے در پے غلط نتائج برآمد ہوتے چلے جائیں تو یہ اس بات کی کھلی علامت ہے کہ وہ کام حقیقت سے متصادم ہو رہا ہے۔

نوٹ: 2



(آیت - 15) میں آخرت کے حق میں عقلی استدلال ہے۔ جو شخص خدا کا منکر نہ ہو اور حماقت کی اس حد تک نہ پہنچ گیا ہو کہ اس عظیم کائنات اور اس کے اندر انسان کی پیدائش کو محض ایک اتفاقی حادثہ قرار دینے لگے، اس کے لیے یہ مانے بغیر چارہ نہیں ہے کہ خدا ہی نے اس پوری کائنات کو اور ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قیامت برپا کرنے کے بعد وہی خدا ایک دوسرا نظام عالم نہ بنا سکے گا اور موت کے بعد ہمیں پیدا نہ کر سکے گا، تو وہ محض ایک خلاف عقل بات کہتا ہے۔ اس بات کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے کہ اپنی ہی بنائی ہوئی چیز کو توڑ کر اسے پھر سے دوبارہ بنا دینے سے وہ عاجز ہو جائے گا۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 3

قیامت کے باب میں نادانوں کو جہاں یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ انسان مرکز زمین میں رل مل جانے کے بعد اس کے تمام اجزاء جسم کو فراہم کرنا اور اس کو از سر نو زندہ کر کے کھڑا کر دینا کس کے بس میں ہے، وہیں بہتوں کو یہ شبہ بھی لاحق ہوتا ہے کہ ایک ایک شخص کے خلوت و جلوت کے تمام اقوال و افعال کا ریکارڈ کون رکھ سکتا ہے۔ یہ دونوں شبہات بالکل توام (جڑواں) ہیں اس وجہ سے اوپر آیت - 4 میں ان دونوں کا جواب اجمالی طور پر دیا ہے پھر تفصیل کے ساتھ پہلے شبہ کی تردید فرمائی ہے۔ اور اب آیات - 16 تا 18 میں دوسرے شبہ کا جواب دیا ہے۔ فرمایا کہ انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے اور اس کے اقوال و افعال تو درکنار، اس کے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو بھی ہم جانتے ہیں پھر فرمایا کہ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ اگر وہ ہم کو دیکھ نہیں رہا ہے تو ہم اس سے دور ہیں۔ ہم ہر شخص کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں، یعنی ہمارا علم اور ہماری قدرت ہر شخص کا پہلو سے احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کا ظاہر و باطن ہر لمحہ ہماری نگاہوں میں ہے۔ پھر اپنے ذاتی علم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اقوال و افعال کو ریکارڈ کرنے کے لیے یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر شخص پر دو۔ دو فرشتے مامور کر رکھے ہیں۔ (تدبر قرآن)۔

اس مقام پر یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی عدالت میں کسی شخص کو محض اپنے ذاتی علم کی بنا پر سزا نہ دے گا بلکہ عدل کی تمام شرائط پوری کر کے اس کو سزا دے گا۔ اس لیے دنیا میں ہر شخص کے اقوال و افعال کا مکمل ریکارڈ تیار کر لیا جا رہا ہے۔ (تفہیم القرآن)

### آیت نمبر (20 تا 29)

(آیت - 24) یہاں الْقِيَامَاتِیْنِ کا صیغہ کیوں آیا ہے۔ گرامروالوں (نحویوں) کا کہنا ہے کہ یہ عربوں کے رواج کے مطابق ہے۔ اونٹ کے بڑے ریوڑ کو چرانے کے لیے عموماً تین آدمی جاتے تھے۔ ان میں سے کسی کو جب اپنے کسی ساتھی کو بلانا ہوتا تھا تو عموماً وہ تثنیہ کے صیغہ میں پکارتا تھا کہ دونوں میں سے کوئی بھی سن لے۔ اس طرح ان کی یہ عادت ہو گئی کہ کسی ایک کو مخاطب کرنے کے لیے وہ تثنیہ کا صیغہ استعمال کر لیتے تھے۔ ایک کو دو کے صیغہ میں پکارنا عربوں کا محاورہ ہے (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماموخوذ ہے)۔ اس لحاظ سے یہاں تثنیہ الْقِيَامَاتِیْنِ واحد کے مفہوم ہے یعنی تو ڈال دے۔

ترکیب

عام طور پر مفسرین نے اس کا مخاطب انہی دو فرشتوں کو قرار دیا ہے جن کا ذکر آیت - 21 میں سَآئِحٌ اور شَٰہِدٌ کہ الفاظ سے گزر چکا ہے۔ ان دونوں کو یہ حکم دینے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہی اس کو جہنم میں ڈالیں بھی۔ یہ محض حکم کا بیان ہے۔ اس کی تعبیل میں وہ مجرم کو جہنم میں جھونکنے والے فرشتوں کے حوالے کر دیں گے۔ البتہ اس سے متعلق زمخشری نے عربی کے ایک مشہور ادیب کا قول نقل کیا ہے کہ فصیح عربی بولنے والے تثنیہ کا صیغہ بعض اوقات تکرار فعل کے مفہوم کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح الْقِيَامَاتِیْنِ کا مفہوم اس آیت میں ان کے نزدیک ”ڈال دو۔ ڈال دو“ ہوگا۔ اس سے مقصود اظہار غضب اور تاکید حکم ہے۔ (تدبر قرآن)۔ اردو میں تکرار فعل کا رواج زیادہ





ہے۔ جیسے ہم لوگ کہتے ہیں اٹھو اٹھو۔ چلو چلو۔ کھاؤ کھاؤ وغیرہ ترجمہ میں ہم جمہور مفسرین کی رائے کو اختیار کریں گے۔ دوسری آراء اس لیے لکھ دیتے ہیں کہ کسی طالب علم کی نظر سے اگر کوئی مختلف ترجمہ گزرے تو اس کا ذہن پریشان نہ ہو۔ عربی اسالیب کے مطابق مینوں طرح کے ترجمے درست مانے جائیں گے۔ قَالَ قَرِينُهُ یہاں دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلے آیت -23- میں اس کے بعد آیت -27- میں۔ اکثر مفسرین نے پہلے قَرِينٌ سے مراد یہ لیا ہے کہ یہ بات کہنے والا ان دو میں سے کوئی ایک فرشتہ ہوگا جو دنیا میں اس کے اعمال ریکارڈ کرتے تھے۔ جبکہ دوسرے قَرِينٌ سے مراد وہ شیطان ہے جو دنیا میں اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ان آیات میں چونکہ قیامت کے واقعات کا ذکر ہے اس لیے ماضی کے صیغوں کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ (دیکھیں آیت -2/27- نوٹ -3)

## ترجمہ

|                    |                |                         |                    |                        |
|--------------------|----------------|-------------------------|--------------------|------------------------|
| وَنُفِخَ           | فِي الصُّورِ ط | ذَلِكَ                  | يَوْمُ الْوَعْدِ ۝ | وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ |
| اور پھونکا جائے گا | صور میں        | (پھر کہا جائے گا) یہ ہے | وعدہ (عذاب) کا دن  | اور آئے گی ہر جان      |

|            |                 |                   |                     |                |             |
|------------|-----------------|-------------------|---------------------|----------------|-------------|
| مَعَهَا    | سَابِقٌ         | وَشَهِيدٌ ۝       | لَقَدْ كُنْتُمْ     | فِي غَفْلَةٍ ۝ | مِّنْ هَذَا |
| اس کے ساتھ | ایک ہانکنے والا | اور ایک گواہ ہوگا | یقیناً تو رہ چکا ہے | غفلت میں       | اس (دن) سے  |

|                   |                  |                             |                |                                  |
|-------------------|------------------|-----------------------------|----------------|----------------------------------|
| فَكَشَفْنَا       | عَنْكَ غِطَاءَكَ | فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ        | حَدِيدًا ۝     | وَقَالَ قَرِينُهُ                |
| تو ہم نے کھول دیا | تجھ سے تیرا پردہ | نتیجتاً تیری بصارت آج کے دن | تیز (Sharp) ہے | اور کہے گا اس کا ہم نشین (فرشتہ) |

|             |              |                |                 |               |                          |
|-------------|--------------|----------------|-----------------|---------------|--------------------------|
| هَذَا مَا   | لَدَائِي     | عَتِيدٌ ط      | الْقِيَا        | فِي جَهَنَّمَ | كُلُّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝ |
| یہ وہ ہے جو | میرے پاس تھا | تیار (حاضر) ہے | تم دونوں ڈال دو | جہنم میں      | ہر ناشکرے مخالف کو       |

|                                     |                          |                        |                  |
|-------------------------------------|--------------------------|------------------------|------------------|
| مُنَاجٍ لِلْخَيْرِ                  | مُعْتَدٍ                 | مُرِيْبٌ ۝             | بِالَّذِي جَعَلَ |
| (ہر ایک) بھلائی سے منع کرنے والے کو | (ہر) حد سے بڑھنے والے کو | (ہر) شبہ ڈالنے والے کو | جس نے بنایا      |

|              |                |                          |                             |                              |
|--------------|----------------|--------------------------|-----------------------------|------------------------------|
| مَعَ اللَّهِ | إِلَهًا آخَرَ  | فَالْقِيَةُ              | فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ | قَالَ قَرِينُهُ              |
| اللہ کے ساتھ | کوئی دوسرا الہ | تو تم دونوں ڈال دو اس کو | شدید عذاب میں               | کہے گا اس کا ہم نشین (شیطان) |

|             |                                    |                 |                          |
|-------------|------------------------------------|-----------------|--------------------------|
| رَبَّنَا    | مَا أَطْعَمْتُهُ                   | وَلَكِنْ كَانُ  | فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝    |
| اے ہمارے رب | سرکشی پر میں نے نہیں اکسا یا اس کو | اور لیکن وہ تھا | ایک دوری والی گمراہی میں |

|                  |                     |          |             |                                  |
|------------------|---------------------|----------|-------------|----------------------------------|
| قَالَ            | لَا تَخْتَصِمُوا    | لَدَائِي | وَ          | قَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ        |
| وہ (اللہ) کہے گا | تم لوگ جھگڑا مت کرو | میرے پاس | درآں حالیکہ | میں آگے بھیج چکا تم لوگوں کی طرف |

|                |                     |           |          |                  |                       |                |
|----------------|---------------------|-----------|----------|------------------|-----------------------|----------------|
| بِالْوَعْدِ ۝  | مَا يُبَدَّلُ       | الْقَوْلُ | لَدَائِي | وَمَا أَنَا      | بِظَلَامٍ             | لِّلْعَبِيدِ ۝ |
| وعدہ (عذاب) کو | تبدیل نہیں کیا جاتا | بات کو    | میرے پاس | اور میں نہیں ہوں | ذرا بھی ظلم کرنے والا | بندوں پر       |

(آیت -22-) کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی مثال خواب کی سی ہے اور آخرت کی مثال بیداری کی سی ہے۔ جیسے خواب میں آدمی کی آنکھیں بند

نوٹ: 1



ہوتی ہیں اور وہ حقائق کو نہیں دیکھ پاتا، اسی طرح انسان ان حقائق کو جن کا تعلق عالمِ آخرت سے ہے۔ ان کو وہ اس دنیا میں آنکھوں سے نہیں دیکھتا۔ مگر یہ ظاہری آنکھیں بند ہوتے ہی وہ خواب کا عالم ختم ہو جاتا ہے اور بیداری کا عالم شروع ہوتا ہے جس میں وہ سارے حقائق سامنے آجاتے ہیں جن کا علم انسان کو علمِ وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے فرمایا کہ دنیا کی زندگی میں سب انسان سو رہے ہیں، جب مرے گا اس وقت جاگیں گے (معارف القرآن)۔ علمِ وحی کی بنیاد پر آخرت کے ان دیکھے حقائق کا یقین کرنا علمِ الیقین کا مرحلہ ہے اور یہی باعثِ نجات ہے۔ مرنے کے بعد عین الیقین کے مرحلے کا آغاز ہوتا ہے لیکن یہ مفید نہیں ہے۔ اسی لیے عالم نزع طاری ہو جانے کے بعد کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ پھر جب انسانوں کو جنت یا دوزخ میں بھیج دیا جائے گا تو حق الیقین کے مرحلے کا آغاز ہوگا جو دائمی ہے جبکہ علمِ الیقین اور عین الیقین کے مرحلے عبوری (Transitory) ہیں۔

نوٹ: 2

آیات 24 تا 26 میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات گن گن کر بتادی ہیں جو انسان کو جہنم کا مستحق بنانے والی ہیں۔ (۱) انکار حق اور خدا کی ناشکری (كَفَّار)۔ (۲) حق اور اہل حق سے عناد (عَنِيْد)۔ (۳) بھلائی کے راستے میں سدا راہ بننا اور اپنے مال سے خدا اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا (مَنَعَ لِّلْخَيْرِ)۔ (۴) اپنے معاملات میں حدود سے تجاوز کرنا اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنا۔ (مُعْتَد)۔ (۵) دین کی صداقتوں پر شک کرنا اور دوسروں کے دلوں میں شکوک ڈالنا (مُرِيْب)۔ (۶) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدائی میں شریک ٹھہرانا۔ (تفہیم القرآن)۔

(آیت 28) میں قَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعْدِ كَمَا مَطْلَب يَهْ بِهْ كَهْ فِي مِيْن نَهْ مَتْنَهْ كَرْدِيَا تَهْ كَهْ جَوْبَهْ كَهْ كَا وَهْ بَهْ سِزَا پَا نَهْ كَا وَرُجُو بَهْ كَهْ كَا سَهْ بَهْ خِيَا زَهْ بَهْ كَلْتَا پُڑَهْ كَا۔ مِيْرِي اِس تَنْبِيَهْ كَهْ بَا وَرُجُو جَب تَم دُونُوں اِپْنَهْ اِپْنَهْ حَصَهْ كَا جَرْم كَرْنَهْ سَهْ بَا زَنَهْ آئَهْ تَوَاب جَهْ كَلَّا كَرْنَهْ سَهْ كِيَا حَاصِل هَهْ۔ بَهْ كَنَهْ وَالَهْ كُو بَهْ كَنَهْ كِي اُور بَهْ كَانَهْ وَالَهْ كُو بَهْ كَانَهْ كِي سِزَا تَوَاب لَازِمًا لَهْ يَهْ هَهْ۔ (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (30 تا 37)

### ترجمہ

|                            |                   |               |                       |                          |
|----------------------------|-------------------|---------------|-----------------------|--------------------------|
| يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ | هَلْ اُمْتَلَاَتْ | وَتَقُولُ     | هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ | وَاذْلِفَتْ الْجَنَّةُ   |
| جس دن ہم کہیں گے جہنم سے   | کیا تو بھر گئی    | اور وہ کہے گی | کیا کچھ مزید ہے       | اور نزدیک کی جائے گی جنت |

|                   |                     |             |                               |
|-------------------|---------------------|-------------|-------------------------------|
| لِلْمُتَّقِيْنَ   | عَبِيْرٌ بَعِيْدٍ ۝ | هَذَا مَا   | تُوْعَدُوْنَ                  |
| متقی لوگوں کے لیے | دور ہوئے بغیر       | یہ وہ ہے جو | تم لوگوں سے وعدہ کیا جاتا تھا |

|  |                         |             |            |
|--|-------------------------|-------------|------------|
| لِكُلِّ اٰوَابٍ حَفِيْظٍ ۝                                     | مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ | بِالْغَيْبِ | وَجَاءَ    |
| (یہ) ہر بار بار رجوع کرنے والے ہمیشہ حفاظت کرنے والے کے لیے ہے | جو ڈرا رحمن سے          | بن دیکھے    | اور وہ آیا |

|                                |  |                                     |                      |
|--------------------------------|--|-------------------------------------|----------------------|
| بِقَلْبٍ مُّؤْتِبٍ ۝           | اِدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط                 | ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝         | لَهُمْ مَا           |
| ایک متوجہ ہونے والے دل کے ساتھ | تم لوگ داخل ہو جاؤ اس میں سلامتی کے ساتھ | یہ ہمیشہ ایک حالت میں رہنے کا دن ہے | ان کے لیے ہوگا وہ جو |



|                         |                     |                           |                                       |                    |
|-------------------------|---------------------|---------------------------|---------------------------------------|--------------------|
| يَسْأَلُونَ             | فِيهَا              | وَكَذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ ۝۶ | وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ        | 744 مِّنْ قَرْنٍ   |
| وہ لوگ چاہیں گے         | اس (جنت) میں        | اور ہمارے پاس مزید ہے     | اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے | تو میں             |
| هُمْ                    | اَشَدُّ مِنْهُمْ    | بَطْشًا                   | فَنَقَّبُوا                           | هَلْ               |
| وہ لوگ                  | ان سے زیادہ سخت تھے | بلحاظ گرفت کرنے کے        | تو انہوں نے بھاگ دوڑ کی               | (کہ) کیا           |
| مِنْ مَّحِيصٍ ۝۷        | اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ   | لَذِكْرٌ                  | لِّمَنْ                               | قَلْبٌ             |
| کوئی بھی بچنے کی جگہ ہے | بیشک اس میں         | یقیناً بڑی نصیحت ہے       | اس کے لیے                             | ایک دل (تفہم والا) |
| اَوْ اَلْقَى            | السَّمْعَ           | وَهُوَ                    | شَهِيدًا ۝۸                           |                    |
| یا وہ ڈالے (دھرے)       | کان (بات پر)        | اس حال میں کہ وہ          | معاینہ کرنے والا ہو                   |                    |

## نوٹ: 1

اٰذاب کے معنی رجوع ہونے والے کے ہیں، مراد وہ شخص ہے جو معاصی (گناہوں) سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔ حضرت عبید بن عمیرؓ نے فرمایا کہ اٰذاب وہ شخص ہے جو اپنی ہر مجلس اور ہر نشست میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھے تو اللہ اس کے وہ سب گناہ معاف فرمادیں گے جو اس مجلس میں سرزد ہوئے۔ دعایہ ہے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ اور حَفِيظُكَ کے معنی حضرت ابن عباسؓ سے هُوَ الْحَافِظُ لِأَمْرِ اللّٰهِ کے منقول ہیں یعنی جو شخص اللہ کے احکام کو یاد رکھے (معارف القرآن)۔ نیب کے معنی ایک طرف رخ کرنے اور بار بار اسی طرف پلٹنے کے ہیں۔ جیسے قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب ہی کی طرف رخ کیے رہتی ہے۔ خواہ آپ اسے کتنا ہی ہلانیں جلائیں وہ گھوم پھر کر پھر قطب کی سمت میں آجاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)۔ اس طرح قلب نیب سے مراد وہ دل ہے جو رخ و راحت اور امید و بیم، ہر حال میں اپنے رب ہی کی طرف متوجہ رہا۔ کسی حال میں بھی اپنے رب سے منہ موڑ کر کسی اور سے اس نے کو نہیں لگائی۔ (تدبر قرآن)۔

آیات۔ 31-33 میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات بتادی ہیں جن کی بنا پر کوئی شخص جنت کا مستحق ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ (۱) تقویٰ (۲) رجوع الی اللہ۔ (۳) اللہ سے اپنے تعلق کی حفاظت (۴) اللہ کو دیکھے بغیر اور اس کی رحیمی پر یقین رکھنے کے باوجود اس سے ڈرنا۔ اور (۵) قلب نیب لیے ہوئے اللہ کے ہاں پہنچنا۔

## نوٹ: 2

(آیت۔ 36) میں قریش کو وارنگ ہے کہ وہ اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ ان کو بڑی قوت و شوکت حاصل ہے اور وہ اپنی جگہ سے ہلائے نہیں جا سکتے۔ ان سے پہلے کتنی ہی قومیں گزری ہیں جو قوت و عظمت میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے اگر کچھ ہلاک ہونے سے بچ بھی رہے تو وہ مختلف ملکوں میں کسی جائے پناہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ جب کسی قوم پر تباہی آتی ہے تو اس کا حال یہی ہوتا ہے۔ قوم کے کارفرما عناصر، جو سارے فساد کے ذمہ دار ہوتے ہیں، وہ توتباہ ہو جاتے ہیں۔ عوام میں سے جو بچ رہتے ہیں وہ قومی جمعیت کے پارہ پارہ ہو جانے کے بعد پراگندہ ہو کر اس طرف کا رخ کر لیتا ہے۔ جہاں اس کو پناہ ملنے کی توقع ہوتی ہے۔ قرآن میں جن قوموں کے حالات بیان ہوئے ہیں ان میں سے بعض تو پوری کی پوری تباہ ہو گئیں۔ جیسے قوم نوحؑ، عاد اور ثمود وغیرہ۔ جبکہ بعض قوموں کا حال یہ ہوا کہ ان کے کارفرما عناصر توتباہ ہو گئے اور ان کے عوام ادھر ادھر پراگندہ ہو گئے۔



فرعون اور اس کی قوم کی تباہی کی صورت یہی تھی۔ اس سے ملتے جلتے حالات ملکِ سبا میں پیش آئے۔ بے شمار افراد تو سیلاب کی نذر ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ مجبور ہوئے کہ پناہ کی تلاش میں دوسرے علاقوں کا رخ کریں۔ یہود پر جو تباہیاں آئیں ان کی نوعیت بھی یہی تھی۔ جو قتل سے بچے وہ دنیا کے کونے کونے میں آوارہ ہو کر پھرے۔ خود ہماری تاریخ میں بھی اس کی نہایت عبرت انگیز مثالیں موجود ہیں۔ بغداد پر، قرطبہ پر، دلی پر جو تباہیاں آئیں ان کے احوال تاریخ میں مذکور ہیں۔ ان کو پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں صرف قریش ہی کو تنبیہ نہیں ہے بلکہ خود ہمارے لیے بھی اس میں بڑا درس ہے۔ (تدبر قرآن)۔

### آیت نمبر (38 تا 45)

ترکیب

(آیت - 40) اَدْبَارَ يَهَا ظَرْفِ زَمَانِ كَ طَوْرٍ پْرَ آيَا هِيَ - اس ليے حالتِ نَصْب ميں هِيں - سَجَدَ - يَسْجُدُ كَا مَصْدَرٌ هِيَ سُجُودٌ آتَا هِيَ، جبکہ سجدہ کی جمع بھی سُجُودٌ آتی ہے۔ اس ليے دونوں طرح کے ترجمے درست مانے جائیں گے۔ (آیت - 41) يُنَادِ دِرَاصِلِ بَابِ مَفَاعَلَةٍ كَا مَضَارِعِ يُنَادِي هِيَ - يِهَا اس كِي يَا غَرِي هُوَتِي هِيَ - اس كَا اسْمُ الْفَاعِلِ مُنَادٍ يِهَا اس كِي فَاعِلِ كَ طَوْرٍ پْرَ آيَا هِيَ - اس پْرَ لامِ تَعْرِيفِ دَاخِلِ هُوَا تَوْتَوِيْنِ خْتَمِ هُوَكُنِيْنِ - (آیت - 44) تَشَقَّقُ دِرَاصِلِ بَابِ تَفَعَّلِ كَ مَضَارِعِ ميں وَا حِدٌ مَوْثٌ غَائِبٌ كَا صِيغَةٌ تَتَشَقَّقُ هِيَ جَس كِي اِيك تَا غَرِي هُوَتِي هِيَ اَوْرَا اَلْاَرْضُ اس كَا فَاعِلِ هِيَ -

### ترجمہ

|                              |                                      |                                    |                            |
|------------------------------|--------------------------------------|------------------------------------|----------------------------|
| وَلَقَدْ خَلَقْنَا           | السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ             | وَمَا بَيْنَهُمَا                  | فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۝     |
| اور یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے | آسمانوں کو اور زمین کو               | اور اس کو جو ان دونوں کے درمیان ہے | چھ دنوں میں                |
| وَمَا مَسَّنَا               | مِن لُّغُوبٍ ۝                       | فَأَصْدِرْ عَلٰی مَا               | وَسَبِّحْ                  |
| اور ہم کو نہیں چھوا          | ذرا سی بھی تھکان نے                  | تو آپ صبر کریں اس پر جو            | اور آپ تسبیح کریں          |
| بِحَمْدِ رَبِّكَ             | قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ             | وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۝              | وَمِنَ اللَّيْلِ           |
| اپنے رب کی حمد کے ساتھ       | سورج کے طلوع ہونے کے پہلے            | اور (اس کے) غروب کے پہلے           | اور رات میں سے             |
| فَسَبِّحْهُ                  | وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۝             | وَاسْتَبِيعْ                       | يُنَادِ الْبُنَادِ         |
| پھر آپ تسبیح کریں اس کی      | اور سجدوں کے پیچھے (بعد بھی)         | اور دھیان سے سنو                   | پکارے گا پکارنے والا       |
| مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝       | يَوْمَ يَسْعَوْنَ                    | الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ط           | ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝ |
| ایک قریب والی جگہ سے         | جس دن وہ لوگ سنیں گے                 | چنگھاڑ کو حق کے ساتھ               | یہ نکلنے کا دن ہوگا        |
| إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي        | وَنُمِيتُ                            | وَالْبَيْنَا الْبَصِيرُ ۝          | يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ |
| بیشک ہم ہی زندگی دیتے ہیں    | اور ہم (ہی) موت دیتے ہیں             | اور ہماری طرف ہی لوٹنا ہے          | جس دن پھٹ پڑے گی زمین      |
| عَنْهُمْ                     | سِرَاعًا ط                           | ذٰلِكَ حَشْرٌ                      | عَلَيْنَا يَسِيرٌ ۝        |
| لوگوں (کے اوپر) سے           | تو لوگ نکلیں گے) باہم سبقت کرتے ہوئے | یہ ایک ایسا اٹھا کرنا ہے جو        | ہم پر آسان ہے              |



|                               |  |                                     |                                     |
|-------------------------------|--|-------------------------------------|-------------------------------------|
| نَحْنُ أَعْلَمُ               | بہا                                      | يَقُولُونَ                          | وَمَا أَنْتَ                        |
| ہم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں | اس (بکواس) کو جو                         | یہ لوگ (قیامت کے بارے میں) کہتے ہیں | اور آپ نہیں ہیں (بات منوانے کے لیے) |
| عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ قَد     | فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ                   | مَنْ يَخَافُ                        | وَعِيدًا ۝                          |
| ان پر جبر کرنے والے           | تو آپ یاد دہانی کراتے رہیں قرآن کے ذریعہ | اس کو جو ڈرتا ہے                    | میری دھمکی سے                       |

(آیت - 38) میں یہود و نصاریٰ پر ایک لطیف طنز ہے جن کی بائبل میں یہ افسانہ گھڑا گیا ہے کہ خدا نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اگرچہ اب مسیحی پادری اس بات سے شرمانے لگے ہیں اور انہوں نے کتاب مقدس کے اردو ترجمہ میں ”آرام کیا“ کو ”فارغ ہوا“ سے بدل دیا ہے مگر کنگ جیمس کی مستند انگریزی بائبل میں And he rested on the seventh day کے الفاظ صاف موجود ہیں اور یہی الفاظ اس ترجمے میں بھی پائے جاتے ہیں جو ۱۹۵۴ء میں یہودیوں نے فلڈلفیا سے شائع کیا۔ عربی ترجمہ میں بھی فَأَسْتَرَاحَ (پھر اس نے استراحت کی) کے الفاظ ہیں۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 1

آیات 39-40 میں وہ ذریعہ بتایا گیا ہے جس سے آدمی کو یہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ دعوتِ حق کی راہ میں اسے خواہ کیسے ہی دل شکن اور روح فرساحالات سے سابقہ پیش آئے، اس کی کوشش کا کوئی نتیجہ نکلتا بھی نظر نہ آئے، پھر بھی وہ پورے عزم کے ساتھ زندگی بھر کلمہ حق بلند کرنے اور دنیا کو خیر کی طرف بلانے کی جدوجہد جاری رکھے۔ رب کی حمد اور اس کی تسبیح سے مراد یہاں نماز ہے۔ جس مقام پر بھی قرآن میں حمد و تسبیح کو خاص اوقات کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے، وہاں اس سے مراد نماز ہی ہوتی ہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے دو نمازیں ظہر اور عصر ہیں۔ ”رات میں سے“ یعنی رات کے کچھ اوقات میں مغرب اور عشا ہیں اور تہجد بھی رات کی تسبیح میں شامل ہے۔ رہی وہ تسبیح جو مسجدوں سے فارغ ہونے کے بعد کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے، تو اس سے مراد ذکر بعد الصلوٰۃ بھی ہو سکتا ہے اور فرض کے بعد نوافل ادا کرنا بھی۔

نوٹ: 2

جو اصحاب قرآن مجید کی اس ہدایت پر عمل کرنا چاہیں وہ مشکوٰۃ شریف میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں سے کوئی ذکر یاد کر لیں اور پھر اس کا التزام کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے ذکر سے بہتر اور کون سا ذکر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال رکھیں کہ ذکر سے مقصود چند مخصوص الفاظ کو زبان سے گزار دینا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود ان معانی کو ذہن میں تازہ اور مستحکم کرنا ہے جو ان الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے جو بھی ذکر کیا جائے اس کے معنی اچھی طرح یاد کر لینے چاہئیں اور پھر معنی کے استحضار کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

کوئی شخص جب کوئی بات کرتا ہے یا کسی مجلس میں کچھ لوگ آپس میں جو بات کرتے ہیں، تو جو شخص وہاں موجود نہیں ہوتا، اسے جب اس کی اطلاع دی جاتی ہے تو اسے بات کا خلاصہ بتا دیا جاتا ہے۔ اس بنیاد پر وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ فلاں نے کیا کہا ہے یا فلاں مجلس میں کیا بات ہوئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں بات کے ایک ایک لفظ کے ساتھ آواز کا زیرو بم، چہرے کا اتار چڑھاؤ، اعضاء و جوارح کی جنبشیں (Body Language) دل میں چھپے ہوئے جذبات، نیت وغیرہ یہ سب چیزیں اس کے علم میں ہوتی ہیں۔ اس لیے آیت - 45 میں فرمایا نَحْنُ أَعْلَمُ (ہم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)۔

نوٹ: 3



6744

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة الذریات (51)

آیت نمبر (1 تا 23)

ج ب ک

حَبْنًا (ن) مضبوط کرنا۔ جو لاپے کا کپڑے کو عمدہ بننا۔  
 فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ اسم المفعول کے معنی میں۔ مضبوط کیا ہوا۔ بنا ہوا۔  
 ج حَبْنًا۔ حَبْنًا کا مؤنث ہے۔ ریت کے ٹیلے کا راستہ۔ ستاروں کے درمیان کا راستہ۔ زیر  
 مطالعہ آیت۔ 7۔

س ہ و

سَهْوًا (ن) دل کا دوسری طرف پھر جانا۔ غافل ہونا۔ بھولنا۔ چوک جانا۔  
 فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بھولنے والا۔ غافل۔ زیر مطالعہ آیت۔ 11۔

ہ ج ع

هُجُوعًا (ف) رات کو سونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

ترکیب

(آیات۔ 1 تا 4)۔ اَلْحَمْدِیۡتِ اور اَلْمُقَسِّمِیۡتِ، یہ سب واقفیت پر عطف ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہیں۔ اَلْجَرِیۡتِ اسم الفاعل جَارٍ کی مؤنث جَارِیَّةٌ کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں جاری ہونے والیاں۔ پھر یہ کشتی کے لیے بھی آتا ہے۔ یہاں پر اس کا ترجمہ اگر ”کشتیاں“ کیا جائے تو یُسْرًا بے معنی ہو جائے گا۔ اس لیے یہاں اس کا لغوی ترجمہ کرنا بہتر ہے۔ (آیت۔ 9) عِنْدَهُ میں ہ کی ضمیر قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ کے لیے نہیں ہے۔ اگر اس کے لیے ہوتی تو یُوۡیُوۡ فَکُ بِہ آتا۔ ضمیر کے ساتھ عَن کا صلہ بتا رہا ہے کہ یہ ضمیر اس کے لیے ہے جس کے بارے میں قول یعنی رائے مختلف ہے، اور وہ اَلدِّیۡنِ ہے۔ (آیت۔ 10) قُتِلَ یہاں خبر یہ نہیں بلکہ دعائیہ ہے۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ دعا کی بعض صورتوں میں عربی میں فعل امر کے بجائے ماضی یا مضارع استعمال ہوتا ہے۔ (دیکھیں آیت۔ 2 / البقرة: 72، نوٹ: 2)۔ (آیت۔ 17) اس آیت کی مختلف ترکیبیں کی گئی ہیں۔ سادہ اور عام فہم ترکیب یہ ہے کہ کَانُوۡا یُهَۡجِعُوۡنَ کو ماضی استمراری مانا جائے۔ ایسی صورت میں مَا زائدہ ہوگا اور اس کے کوئی معنی نہیں ہوں گے۔

ترجمہ

|                              |                         |                     |                                      |               |                    |
|------------------------------|-------------------------|---------------------|--------------------------------------|---------------|--------------------|
| وَقْرًا ﴿١﴾                  | فَالْحَمْدِیۡتِ         | دَرُوۡا ﴿٢﴾         | وَالذِّیۡرِیۡتِ                      |               |                    |
| بوجھ (بادل) کو               | پھراٹھانے والیوں کی     | جیسا اڑانے کا حق ہے | قسم ہے دھواں اڑانے والیوں (ہواؤں) کی |               |                    |
| تُوْعَدُوۡنَ                 | اِنۡنَا                 | اَمْرًا ﴿٣﴾         | فَالْمُقَسِّمِیۡتِ                   | یُسْرًا ﴿٤﴾   | فَالْجَرِیۡتِ      |
| تم لوگوں سے وعدہ کیا جاتا ہے | کچھ نہیں سوائے اس کے کہ | ایک حکم کو          | پھر تقسیم کرنے والیوں کی             | زری ہوتے ہوئے | پھر چلنے والیوں کی |



|                             |  |  |                               |                             |
|-----------------------------|--|--|-------------------------------|-----------------------------|
| لَصَادِقِي ۵                | وَإِنَّ الدِّينَ                       | لَوَاقِعٌ ۶                                | وَالسَّمَاءِ                  | ذَاتِ الْحُبُكِ ۷           |
| (وہ) یقیناً سچ ہونے والا ہے | اور بیشک بدلہ                          | یقیناً واقع ہونے والا ہے                   | قسم ہے آسمان کی               | جو راستوں والا ہے           |
| إِنَّكُمْ                   | لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۸             | يُؤْفَكُ                                   | عَنْهُ                        | مَنْ                        |
| یقیناً تم لوگ               | لازمًا ایک اختلاف کرنے والی بات میں ہو | پھیرا جاتا ہے                              | اس (دی) سے                    | اس کو جو                    |
| قَتِيلَ الْخَاضُونَ ۹       | الَّذِينَ هُمْ                         | فِي عَمْرَةٍ                               | سَاهُونَ ۱۰                   |                             |
| مارے جائیں جھوٹ اڑاے والے   | وہ لوگ کہ وہی                          | مدہوشی میں                                 | غافل ہونے والے ہیں            |                             |
| يَسْعَوْنَ آيَانَ           | يَوْمَ الدِّينِ ۱۱                     | يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ                 | يُقَدِّنونَ ۱۲                | ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۱۳     |
| پوچھتے ہیں کب ہے            | بدلے کا دن                             | جس دن وہ لوگ آگ پر                         | عذاب دیئے جائیں گے            | تم لوگ چکھو اپنے عذاب کو    |
| هَذَا الَّذِي               | كُنْتُمْ بِهِ                          | تَسْتَعْجِلُونَ ۱۴                         | إِنَّ الْمُتَّقِينَ           | فِي جَدَّتٍ وَعَيُونَ ۱۵    |
| یہ وہ ہے                    | تم لوگ جس کی                           | جلدی پچاتے تھے                             | یقیناً پرہیزگار لوگ           | بانحوں اور چشموں میں ہوں گے |
| أَخِذِينَ                   | مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۱۶              | إِنَّهُمْ كَانُوا                          | قَبْلَ ذَلِكَ                 | مُحْسِنِينَ ۱۷              |
| لینے والے ہوتے ہوئے         | اس کو جو دے گا ان کو ان کا رب          | بیشک یہ لوگ تھے                            | اس سے پہلے                    | حسن دینے والے (نیکی کو)     |
| كَانُوا                     | قَبْلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا             | يَهْجَعُونَ ۱۸                             | وَبِالْأَسْحَارِ              | هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۱۹     |
| یہ لوگ                      | رات میں سے تھوڑا سا                    | سو یا کرتے تھے                             | اور صبح کے تڑکوں میں          | وہ لوگ مغفرت مانگتے تھے     |
| وَفِي أَمْوَالِهِمْ         | حَقٌّ                                  | لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُورِ ۲۰             | وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ        |                             |
| اور ان کے مالوں میں         | حق ہوتا تھا                            | مانگنے والوں کے لیے اور محروم لوگوں کے لیے | اور زمین میں نشانیاں ہیں      |                             |
| لِّمُؤْمِنِينَ ۲۱           | وَفِي أَنْفُسِكُمْ ۲۲                  | أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۲۳                     | وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ   | وَمَا                       |
| یقین کرنے والوں کے لیے      | اور تمہاری جانوں میں بھی               | تو کیا تم لوگوں کو سمجھائی نہیں دیتا       | اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے | اور وہ (بھی) ہے جس کا       |
| تُوعَدُونَ ۲۴               | فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ       | إِنَّهُ لَحَقُّ                            | فِي شَأْنِكُمْ                | تَنْطِقُونَ ۲۵              |
| تم سے وعدہ کیا جاتا ہے      | تو زمین و آسمان کے رب کی قسم ہے        | کہ یہ (دین) لازماً حق ہے                   | اس کے مانند جیسے کہ تم لوگ    | بولتے ہو                    |

## نوٹ: 1

پچھلی سورہ (ق) میں ان لوگوں کو جواب دیا گیا ہے جو قرآن کے اس دعوے کو بعید از امکان قرار دیتے تھے کہ لوگ مرنے کے بعد از سر نو زندہ کر کے اٹھائیں جائیں گے۔ اس سورہ میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر قرآن کے عذاب کے وعدے (دھمکی) کو بھی ثابت کیا گیا ہے اور جزاء و سزا (بدلہ) کو بھی۔ استدلال کی بنیاد آفاق و انفس کے دلائل پر ہے۔ (تدبر قرآن)

یہاں جن مظاہر کائنات کی قسم کھائی ہے وہ یہ ہے کہ غبار اڑانے والی یعنی تیز و تند ہوائیں جب چلتی ہیں تو بادلوں کو لے کر چلتی ہیں۔ پھر روئے زمین کے مختلف حصوں میں پھیل کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، جہاں جتنا حکم ہوتا ہے، پانی تقسیم کرتی ہیں۔ قسم اس بات پر کھائی گئی ہے کہ عذاب کا وعدہ اور جزاء و سزا یقین ہے۔ اس قسم کا مطلب یہ ہے کہ جس نظم اور باقاعدگی کے ساتھ بارش کا یہ نظام تمہاری آنکھوں کے سامنے چل رہا ہے وہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ دنیا کوئی بے مقصد اور بے معنی گھر و نڈا نہیں ہے بلکہ یہ ایک حکیمانہ نظام ہے جس میں ہر



کام کسی مقصد اور کسی مصلحت کے لیے ہو رہا ہے۔ اس نظام میں یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ انسان جیسی باشعور اور تمیز و تصرف کے اختیار والی مخلوق کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے اور اس سے کبھی کوئی باز پرس نہ ہو۔

6744

جزاء و سزا کے تصور میں جس طرح بعث بعد الموت کا تصور از خود شامل ہے، اسی طرح جزاء و سزا کی دلیل کے طور پر جس نظام کائنات کو بطور گواہ پیش کیا گیا ہے اسی طرح بعث بعد الموت کی دلیل بھی اس نظام میں از خود شامل ہے۔

سورج کی شعاعیں روئے زمین کے ان تمام ذخائر آب پر اثر انداز ہوتی ہیں جن تک ان کی حرارت پہنچتی ہے۔ اس عمل سے پانی کے بے حد و حساب قطرے اڑ جاتے ہیں اور اپنے مخزن میں باقی نہیں رہتے۔ مگر وہ فنا نہیں ہو جاتے بلکہ بھاپ بن کر ایک ایک قطرہ ہوا میں محفوظ رہتا ہے۔ پھر جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو یہی ہوا ان قطروں کی بھاپ کو سمیٹ لاتی ہے، اُس کو کثیف بادلوں کی شکل میں جمع کرتی ہے ان بادلوں کو لے کر روئے زمین کے مختلف حصوں میں پھیل جاتی ہے اور خدا کی طرف سے جو وقت مقرر ہے ٹھیک اسی وقت ایک ایک قطرے کو اسی شکل میں جس میں وہ پہلے تھا زمین پر واپس پہنچا دیتی ہے۔ یہ منظر جو آئے دن انسان کی آنکھوں کے سامنے گزر رہا ہے اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ مرے ہوئے انسان کے اجزاء جسم اللہ تعالیٰ کے ایک اشارے پر جمع ہو سکتے ہیں اور انسان کو اسی شکل میں پھر اٹھا کر کھڑا کیا جاسکتا ہے جس میں وہ پہلے تھا۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

نوٹ: 2

یہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ مفعول کے ساتھ مَا کا استعمال اسے غیر معین کرتا ہے۔ جیسے مَثَلًا مَا کا مطلب ہے کوئی سی بھی مثال۔ (دیکھیں آیت - 26/2، نوٹ - 1) اسی طرح تمیز کے ساتھ بھی مَا کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قَلِيلًا مَا کا مطلب ہے بہت ہی تھوڑا۔ گزشتہ متعدد آیات میں ہم نے اسی لحاظ سے ترجمہ کیا ہے، جیسے الاعراف کی آیات - 3 اور 10 - وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت - 17 - میں گنجائش ہے کہ قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا فِيهَا مَا كَوَّلِيلًا سے متعلق مانا جائے۔ ایسی صورت میں آیت کا مطلب ہو جاتا ہے کہ رات میں بہت ہی تھوڑا سا سوتے تھے لیکن یہ مفہوم سورۃ المزمل سے مطابقت نہیں رکھتا۔ وہاں ہدایت ہے کہ رات میں قیام کرو سوائے تھوڑی سی (قَلِيلًا) رات کے۔ اس کے آگے قَلِيلًا کی وضاحت ہے کہ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ اردو محاورہ میں اس کو یوں سمجھیں کہ لگ بھگ آدھی رات قیام کے لیے اور لگ بھگ آدھی رات سونے کے لیے پسندیدہ ہے۔ یہ مفہوم قَلِيلًا مَا سے نہیں بلکہ قَلِيلًا سے ادا ہوتا ہے۔ اس لیے اس آیت میں ہم نے مَا کا زائدہ ماننے کو کو ترجیح دی ہے۔

نوٹ: 3

آیت - 18 - میں ان کی شب بیداری اور عبادت کی غایت بیان ہوئی ہے کہ ان کا آخری کام یہ ہوتا ہے کہ سحر کے وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس بات کی توقع نہیں رکھتے کہ اس شب بیداری کے صلہ میں ان کو حضور و شہود کا کوئی بڑا مقام حاصل ہوگا۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں عبادت اور ریاضت کا مقصد دوسرے مذاہب سے بالکل مختلف ہے۔ دوسرے مذاہب میں عبادت و ریاضت کا اصل مقصد کشف، مشاہدہ، تجلی ذات، ذات خداوندی میں انضمام اور اس قبیل کی دوسری چیزیں ہیں۔ جوگی، سنیاسی اور راہب جو ریاضتیں کرتے ہیں، ان سے ان کے پیش نظر یہی چیزیں ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام میں ریاضت و عبادت کا اصل مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی کی طلب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز اگر عبادت کے مقصد کی حیثیت حاصل کر لے تو اسلام میں اس عبادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔





## آیت نمبر (24 تا 37)

6744

ص ك ك

صَکَّ (ن) اپنا سر پٹینا۔ کسی کو تھپڑ مارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29۔

ترکیب

”ض ی ف“ کی لغت میں ہم بتا چکے ہیں کہ ضَیْفُ کا لفظ مذکر، مؤنث، واحد، جمع سب کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع ضیوف بھی آتی ہے۔ یہاں ضیف جمع کے مفہوم میں آیا ہے، اسی لیے اس کی صفت اَلْمُکْرَمِیْنَ جمع میں آئی ہے آگے افعال دَخَلُوا اور قَالُوا جمع کے صیغے میں آئے ہیں۔ قَالُوا کے آگے سَلَّمَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ قَالُوا کا مفعول ہے یعنی بات Indirect Tense میں ہے جب کہ آگے، قَالَ کے بعد سَلَّمَ حالت رفع میں ہے۔ یہ بات Direct Tense میں ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔ 2/58، ترکیب)

## ترجمہ

|   |   |                                  |
|---|---|----------------------------------|
| هَلْ أَتٰنَكَ                             | حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمَكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ | اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ          |
| کیا پہنچی آپ کے پاس                       | ابراہیم کے عزت دیئے ہوئے مہمانوں کی بات           | جب وہ داخل ہوئے ان پر            |
| فَقَالُوْا سَلَامًا                       | قَالَ سَلَّمَ ج                                   | فَرَاغَ اِلٰی اَهْلِهٖ           |
| تو انہوں نے کہا سلامتی ہو                 | انہوں (ابراہیم) نے کہا سلامتی ہے                  | پھر وہ آئے اپنے گھر والوں کی طرف |
| فَجَاءَ بِعَجَلٍ سَبِيْنٍ ﴿٢٥﴾            | فَقَرَبَتْهُ                                      | اَلَا تَأْتٰكُمُوْنَ ﴿٢٦﴾        |
| تو وہ لائے ایک فریب بچھڑا (مٹلا ہوا)      | پھر انہوں نے قریب کیا اس کو                       | کیا تم لوگ کھاتے نہیں ہو         |
| فَاَوْجَسَ                                | مِنْهُمْ  | وَبَشَّرُوْهُ                    |
| تو انہوں نے محسوس کیا                     | ان لوگوں سے                                       | اور ان لوگوں نے بشارت دی ان کو   |
| بَعْلَمِ عَلَیْمٍ ﴿٢٧﴾                    | فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاْتُهُ                         | فَصَدَّكَتْ وَجْهَهَا            |
| ایک علم والے لڑکے کی                      | تو سامنے آئیں ان کی بیوی                          | پھر انہوں نے پیٹا اپنے چہرے کو   |
| وَقَالَتْ                                 | عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٨﴾                            | قَالَ رَبُّكَ ط                  |
| اور کہا                                   | (کیا جنے گی) بڑھیا بانجھ                          | کہا آپ کے رب نے                  |
| اِنَّهُ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٩﴾ | قَالَ   | اِنَّهَا الْمُرْسُوْنَ ﴿٣٠﴾      |
| بیشک وہ ہی حکمت والا علم والا ہے          | انہوں (ابراہیم) نے کہا                            | اے بھیجے ہوئے لوگو               |
| قَالُوْا اِنَّا اُرْسِلْنَا               | اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾                   | مِّنْ طٰیْنٍ ﴿٣٢﴾                |
| ان لوگوں نے کہا بیشک ہم بھیجے گئے ہیں     | ایک مجرم قوم کی طرف                               | گارے سے ہوں                      |
| مُسَوَّمَةً                               | عِنْدَ رَبِّكَ                                    | مَنْ كَانَ فِيْهَا               |
| نشان لگے ہوئے                             | آپ کے رب کے پاس                                   | اس کو جو تھا اس (بستی) میں       |



|                                  |                                  |                          |                               |
|----------------------------------|----------------------------------|--------------------------|-------------------------------|
| مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۶۴         | فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا           | عَيْرَ بَيْتٍ            | مِّنَ الْهَسْلِيِّينَ ۝۶۴     |
| ایمان لانے والوں میں سے          | تو ہم نے نہیں پایا اس میں        | سوائے ایک گھر کے         | فرمانبرداری کرنے والوں میں سے |
| وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً         | لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ           | العَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۶۵ |                               |
| اور ہم نے چھوڑی اس میں ایک نشانی | ان لوگوں کے لیے جو خوف کھاتے ہیں | دردناک عذاب سے           |                               |

## نوٹ: 1

اس سورہ میں اب تک جو دعویٰ مذکور ہیں اب (آیات - 24 تا 46) ان کے حق میں تاریخی شہادت پیش کی جا رہی ہے۔ قرآن کا یہ عام اصول ہے کہ وہ عقلی و انفسی دلائل کے پہلو بہ پہلو تاریخی شواہد بھی پیش کرتا ہے تاکہ مخاطب کے سامنے بات اچھی طرح مبرہن بھی ہو جائے اور اگر دلوں کے اندر اثر پذیری کی کچھ رتق ہو تو ان سے لوگ عبرت بھی حاصل کریں۔ ان شہادتوں میں تین پہلو ملحوظ ہیں۔ ایک یہ کہ جن قوموں کی ہلاکت بیان ہوئی ہے ان کی تباہی میں بادل اور ہوا کے تصرفات کو خاص دخل رہا ہے۔ اس پہلو سے یہ واقعات گویا ان قسموں کی تصدیق ہیں جو اس سورہ کے شروع میں کھائی گئی ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان میں جزا اور سزا دونوں پہلو نمایاں ہوئے ہیں، جو فرشتے حضرت لوطؑ کی قوم کے لیے عذاب لے کر آئے تھے، وہی حضرت ابراہیمؑ کے لیے اولاد کی بشارت لے کر آئے تھے۔ تیسرا یہ کہ اللہ کی گرفت بالکل بے پناہ ہے۔ کوئی قوم کتنی ہی زور آور ہو، لیکن اللہ تعالیٰ جب اس کو فنا کرنا چاہتا ہے تو چشم زدن میں فنا کر دیتا ہے۔ (تدبر قرآن)

## نوٹ: 2

آیت - 34 اور 35 کے درمیان یہ قصہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے یہ فرشتے کس طرح حضرت لوطؑ کے ہاں پہنچے اور وہاں ان کے اور قوم لوطؑ کے درمیان کیا کچھ پیش آیا۔ یہ تفصیلات سورہ ہود، الحجر اور العنکبوت میں گزر چکی ہیں۔ یہاں صرف آخری وقت کا ذکر ہے جب اس قوم پر عذاب نازل ہونے والا تھا۔ (تفہیم القرآن) فرشتوں کی بات آیت - 34 پر ختم ہو گئی ہے۔ اب آگے کی سرگزشت خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ اس کے بعد اس نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ (تدبر قرآن) - آیت - 37 میں نشانی سے مراد بحیرہ مردار ہے جس کا جنوبی علاقہ آج بھی ایک عظیم الشان تباہی کے آثار پیش کر رہا ہے۔ (تفہیم القرآن)۔

## آیت نمبر (38 تا 46)

## ترجمہ

|  |                             |  |   |
|--|-----------------------------|--|---|
| وَفِي مَوْسَىٰ                           | إِذْ أَرْسَلْنَاهُ          | إِلَىٰ فِرْعَوْنَ                        | بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝۶۸                     |
| اور (ہم نے چھوڑی ایک نشانی) موسیٰؑ میں   | جب ہم نے بھیجا ان کو        | فرعون کی طرف                             | ایک واضح دلیل کے ساتھ                       |
| فَتَوَلَّىٰ                              | يُرْكَبُهُ                  | وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝۶۹        |   |
| تو اس (فرعون) نے منہ موڑا                | اپنے سہاروں (لشکر) کے ساتھ  | اور اس نے کہا (یہ) جادوگر ہے یا مجنون ہے |   |
| فَأَخَذْنَاهُ وَجُودًا                   | فَبَدَّلْنَاهُمْ            | فِي الْيَمِّ                             | وَهُوَ مَلِيْمٌ ۝۷۰                         |
| پھر ہم نے پکڑا اس کو اور اس کے لشکروں کو | تو ہم نے پھینک دیا ان سب کو | پانی میں                                 | اس حال میں کہ وہ خود کو ملامت کرنے والا تھا |



|                          |                             |                            |                                    |
|--------------------------|-----------------------------|----------------------------|------------------------------------|
| وَ فِي عَادٍ             | إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ | الرِّيحَ الْعَقِيمَةَ ۝    | مَا تَدْرُجُ                       |
| اور (ایک نشانی) عاد میں  | جب ہم نے بھیجان پر          | بے برکت سخت ہوا (آندھی) کو | وہ نہیں چھوڑتی                     |
| مِنْ شَيْءٍ              | أَتَتْ عَلَيْهِ             | إِلَّا                     | كَالزَّمِيرِ ۝                     |
| کسی بھی چیز کو           | وہ پہنچی جس پر              | سوائے اس کے کہ             | بوسیدہ چیز کی طرح                  |
| وَ فِي ثَمُودَ           | إِذْ قِيلَ لَهُمْ           | تَمَتَّعُوا                | فَعَتُوا                           |
| اور (ایک نشانی) ثمود میں | جب کہا گیا ان لوگوں سے      | تم لوگ فائدہ اٹھا لو       | پھر انہوں نے سرتابی کی             |
| عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ    | فَاخَذَتْهُمْ               | الضُّعْفَةُ                | فَمَا اسْتَطَاعُوا                 |
| اپنے رب کے حکم سے        | پھر پکڑا ان کو              | آسانی بجلی نے              | تو وہ لوگ قدرت نہیں رکھتے تھے      |
| مِنْ قِيَامِهِ           | وَمَا كَانُوا               | مُنْتَصِرِينَ ۝            | وَقَوْمِ نُوحٍ                     |
| کسی طرح کھڑے ہونے کی     | اور وہ لوگ نہیں تھے         | بدلہ لینے والے             | اور (ہم نے ہلاک کیا) نوح کی قوم کو |
| مِنْ قَبْلُ ط            | إِنَّهُمْ كَانُوا           | قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝       |                                    |
| اس سے پہلے               | یقیناً وہ تھے               | ایک نافرمانی کرنے والی قوم |                                    |

## نوٹ: 1

آیت - 43- میں ہے کہ ایک وقت تک مزے کر لو۔ اس بارے میں دو رائے ہیں کہ اس سے کون سی مہلت مراد ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ سورہ ہود کی اُس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جب ثمود کے لوگوں نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خبردار کر دیا گیا کہ تین دن تک مزے کر لو، اس کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ بات حضرت صالحؑ نے اپنی دعوت کے آغاز میں اپنی قوم سے فرمائی تھی کہ تم اگر توبہ و ایمان کی راہ اختیار نہ کرو گے تو ایک خاص وقت تک ہی عیش کرنے کی مہلت نصیب ہو سکے گی، اس کے بعد تم پر عذاب آجائے گا۔ دوسری رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ آگے کی آیت میں ہے کہ انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی۔ یہ بات بتاتی ہے کہ جس مہلت کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے وہ سرتابی سے پہلے دی گئی تھی اور انہوں نے سرتابی اس تنبیہ کے بعد کی۔ اس کے برعکس سورہ ہود والی آیت میں جس مہلت کا ذکر کیا گیا ہے وہ ان کی طرف سے آخری اور فیصلہ کن سرتابی کا ارتکاب ہو جانے کے بعد دی گئی تھی۔ (تفہیم القرآن)۔

## آیت نمبر (47 تا 60)

(آیت - 47)۔ وَالسَّمَاءَ حَالَتْ نَصَبٌ فِيهَا ۝ اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ فعل بَيَّنَّنَا کے ساتھ ضمیر مفعولی ہا لگی ہوئی ہے۔ اس لیے اس سے پہلے کسی فعل کو محذوف ماننا بہتر ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ تَنْظُرُ (بتکلف غور سے دیکھ) کو محذوف مانا جائے۔ يَدُّ (ہاتھ) کی جمع بھی آئی ہے۔ (دیکھیں آیت - 2 / البقرة: 66، مادہ ”ی دی“)۔ جبکہ آيِدٌ (مضبوطی - قوت) سے لکھا جاتا ہے یعنی آيِدٍ کے بجائے آيِدٍ لکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ يَدٌ کی جمع نہیں ہے بلکہ آيِدٌ حالت جَرٍّ میں ہے۔ (آیت - 59)۔ یہاں ذُنُوبٌ نہیں بلکہ ذُنُوبٌ آیا ہے جو مبالغہ کے وزن فَعُولٌ پر ہے۔ (دیکھیں آیت - 3 / آل عمران: 11، مادہ ”ذ ن ب“)۔ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ میں نون کی کسرہ بتا رہی ہے کہ یہ نون وقایہ ہے اور لَا يَسْتَعْجِلُونَ فعل نہیں ہے۔

## ترکیب



## ترجمہ

6744

|  |  |  |  |
|--|--|--|--|
| وَالسَّيِّئَاتِ                          | بَيْنَهَا                              | بِأَيْدِي                                | وَإِنَّا لَكَاثِبُونَ ﴿٥٠﴾             |
| اور (بغور دیکھ) آسمان کو                 | ہم نے بنایا اس کو                      | قوت سے                                   | اور بیشک ہم یقیناً کشادہ کرنے والے ہیں |
| وَالْأَرْضِ                              | فَرَشْنَهَا                            | فَبِعَمَّ الْيَهُودُونَ ﴿٥١﴾             | وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ                    |
| اور (بغور دیکھ) زمین کو                  | ہم نے بچھایا اس کو                     | تو ہم کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں        | اور ہر چیز میں سے                      |
| خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ                     | لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٢﴾          | فَقِفُوا                                 | إِنِّي لَكُمْ                          |
| ہم نے پیدا کیے جوڑے جوڑے                 | شاید تم لوگ یاد دہانی حاصل کرو         | تو تم لوگ لپکو                           | بیشک میں تمہارے لیے                    |
| مِنْهُ                                   | نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٣﴾                  | وَلَا تَجْعَلُوا                         | إِنِّي لَكُمْ                          |
| اس (کی طرف) سے                           | ایک واضح خبر دار کرنے والا ہوں         | اور تم لوگ مت بناؤ                       | بیشک میں تمہارے لیے                    |
| مِنْهُ                                   | نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٤﴾                  | كَذَلِكَ                                 | مَنْ رَسُولٍ                           |
| اس (کی طرف) سے                           | ایک واضح خبر دار کرنے والا ہوں         | اسی طرح                                  | کوئی بھی رسول                          |
| إِلَّا قَالُوا                           | سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٥﴾            | أَتَوَصَّوْا                             | قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٦﴾                   |
| مگر (یہ کہ) ان لوگوں نے کہا              | جادوگر ہے یا مجنون ہے                  | کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کر گئے          | ایک سرکشی کرنے والی قوم تھے            |
| فَتَوَلَّ                                | عَنْهُمْ                               | فَمَا أَنْتَ                             | وَذَكِّرٌ                              |
| پھر آپ بے رخی برتیں                      | ان لوگوں سے                            | تو آپ نہیں ہوں گے                        | اور آپ نصیحت کرتے رہیں                 |
| تَنْفَعُ                                 | الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾                    | وَمَا خَلَقْتُ                           | إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٨﴾              |
| نفع دیتی ہے                              | ایمان لانے والوں کو                    | اور میں نے نہیں پیدا کیا                 | سوائے اس کے کہ وہ بندگی کریں میری      |
| مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ                     | مِنْ رِزْقٍ                            | وَمَا أُرِيدُ                            | إِنَّ اللَّهَ                          |
| میں نہیں چاہتا ان سے                     | کوئی بھی رزق                           | اور میں نہیں چاہتا                       | یقیناً اللہ                            |
| هُوَ الرَّزَاقُ                          | ذُو الْقُوَّةِ                         | الْبَتِّينِ ﴿٥٩﴾                         | فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا            |
| ہی مسلسل رزق دینے والا ہے                | قوت والا ہے                            | مضبوط ہے                                 | تو بیشک ان کے لیے جنہوں نے ظلم کیا     |
| ذُنُوبًا                                 | مِثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ           | فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٦٠﴾               |  |
| ایک بھیانک انجام ہے                      | ان کے ساتھیوں کے بھیانک انجام کی مانند | پس چاہیے کہ یہ لوگ جلدی نہ مانگیں مجھ سے |  |
| فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا             | مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي                | يُوعَدُونَ ﴿٦١﴾                          |  |
| تو تباہی ہے ان کے لیے جنہوں نے انکار کیا | ان کے اس دن سے جس کا                   | ان کو وعدہ دیا جاتا ہے                   |  |

آیت - 47۔ کا مطلب یہ ہے کہ اس عظیم کائنات کو ہم بس ایک بار بنا کر نہیں رہ گئے ہیں بلکہ ہم اس میں مسلسل توسیع کر رہے ہیں۔ اور ہر آن

اس میں ہماری تخلیق کے نئے نئے کرشمے رونما ہو رہے ہیں۔ ایسی زبردست خلاق ہستی کو آخر تم عاادہ خلق سے عاجز کیوں

نوٹ: 1



سمجھتے ہو۔ (تفہیم القرآن) آج کل کے سائنس دن (Expanding Universe) کی بات کر رہے ہیں۔ اس آیت 744 میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب)

نوٹ: 2

آیت - 49- آخرت کی بدیہی دلیل ہے۔ تَذَكُّرُونَ کے الفاظ سے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس دنیا میں ہر چیز کا جوڑے جوڑے ہونا اس امر کی یاد دہانی کراتا ہے جب اس دنیا کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے اور ہر چیز اسے جوڑے کے ساتھ مل کر اپنی غایت کو پہنچتی ہے، تو ضروری ہے کہ اس دنیا کا بھی جوڑا ہو، تاکہ اس میں جو خلا نظر آتا ہے وہ اس جوڑے کے ساتھ مل کر بھر جائے۔ یہ جوڑا آخرت ہے۔ آخرت کو مان لینے کے بعد یہ دنیا ایک بامقصد اور باحکمت چیز بن جاتی ہے اور آخرت کو نہ مانینے تو ایک بالکل باطل اور عبث چیز ہو کر رہ جاتی ہے۔ (تدبر قرآن)۔

نوٹ: 3

آیت - 54- میں دین کی تبلیغ کا ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ ایک داعی جب کسی شخص کے سامنے معقول دلائل کے ساتھ اپنی دعوت صاف صاف پیش کر دے اور اس کے شبہات، اعتراضات اور دلائل کا جواب بھی دے دے تو حق واضح کرنے کا جو فرض اس کے ذمہ تھا اس سے وہ سبکدوش ہو جاتا ہے۔ وہ شخص نہیں مانتا تو نہ مانے۔ اب اس کی طرف التفات نہ کرنے پر داعی کو یہ الزام نہیں دیا جاسکتا کہ تم نے ایک شخص کو گمراہی میں مبتلا رہنے دیا، کیونکہ اب اپنی گمراہی کا وہ شخص خود ذمہ دار ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک داعی جب سمجھانے کا حق ادا کر چکتا ہے اور ان کے اندر جھگڑا لوپن کے آثار دیکھ کر ان سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس پر الزام رکھتے ہیں کہ ہم آپ سے بات سمجھنے کے لیے بحث کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہماری طرف التفات نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کا مقصد بات کو سمجھنا نہیں بلکہ داعی کو بحث میں الجھا کر اس کا وقت ضائع کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ ایسے لوگوں کی طرف التفات نہ کرو اور ان سے بے التفاتی کرنے پر تمہیں کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی۔

آگے آیت - 55 میں تبلیغ دین کا دوسرا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ دعوت حق کا اصل مقصد ان سعید روحوں تک ایمان کی نعمت پہنچانا ہے جو اس نعمت کی قدر شناس ہوں اور اسے خود حاصل کرنا چاہیں۔ مگر داعی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ معاشرے کے ہزاروں لاکھوں افراد میں وہ سعید روحوں کہاں ہیں۔ اس لیے اس کا کام یہ ہے کہ اپنی دعوت کا سلسلہ جاری رکھے تاکہ جہاں جہاں ایمان قبول کرنے والے افراد موجود ہوں وہاں اس کی آواز پہنچ جائے۔ انہی کی تلاش اس کا اصل کام ہے۔ اس تلاش میں معاشرے کا فضول عنصر بھی اس کو ملے گا۔ اس کی طرف بس اسی وقت تک داعی کو توجہ کرنی چاہیے جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔ یعنی ان کے اندر حق کی تلاش کا جذبہ مفقود ہے، پھر داعی کو اپنا وقت اس جنس کے لوگوں پر ضائع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اُس کی تذکیر سے نفع اٹھانے والے لوگ نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں پر وقت صرف کرنے سے نقصان اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو اس سے نفع اٹھانے والے ہیں۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 4

آیت - 56- کی مراد یہ ہے کہ ہم نے ان کی تخلیق اس انداز پر کی ہے کہ ان میں عبادت کرنے کی استعداد اور صلاحیت ہو۔ چنانچہ ہر جن وانس کی فطرت میں یہ استعداد قدرتی طور پر موجود ہے۔ پھر کوئی اس استعداد کو صحیح مصرف میں خرچ کر کے کامیاب ہوتا ہے اور کوئی اس استعداد کو اپنی خواہشات میں ضائع کر دیتا ہے۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا مجوسی۔ (معارف القرآن)۔

اس آیت میں عبادت کا لفظ محض نماز روزے اور اس نوعیت کی دوسری عبادت کے معنی میں استعمال نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اس کا مطلب یہ لے لے کہ جن اور انسان صرف نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور تسبیح و تہلیل کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ مفہوم بھی اس میں شامل ہے مگر یہ اس کا پورا مفہوم نہیں ہے۔ اس کا پورا مفہوم یہ ہے کہ جن اور انسان اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش، اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے پیدا نہیں کیے گئے ہیں۔ ان کا کام کسی اور کے بنائے ہوئے دین (نظام حیات) کی پیروی کرنا، کسی اور کو اپنی قسمتوں کو بگاڑنے اور



بنانے والا سمجھنا اور کسی دوسری ہستی کے آگے دعا کے لیے ہاتھ پھیلانا نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)۔

ایک اطاعت وہ بھی ہے جو بد وجہ مجبوری اور بے دلی سے کی جاتی ہے۔ یہ غلامی ہے، بندگی نہیں ہے۔ جب کسی ہستی کے احسانات اور اس کی جو دو سخا کے احساس سے انسان کے اندر سے ایک جذبہ شکر پھوٹ بہتا ہے، پھر انسان اس جذبہ میں ڈوب کر اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اس ہستی سے محبت کرتا ہے اور اسی جذبے سے پوری دلی آمادگی کے ساتھ دل و جان سے اس کی اطاعت کرتا ہے، تو یہ بندگی ہے، یہ عبادت ہے۔ عبادت کی یہ استعداد انسان کی فطرت میں Inbuilt ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فطری بیٹری کو چارج کیا جائے اور پھر چارج رکھا جائے۔ جس طرح سیل فون کو ہم وقفہ وقفہ سے چارج پر لگاتے رہتے ہیں۔ نماز، روزہ، تسبیح و تہلیل وغیرہ اس بیٹری کے چارج ہیں۔

السلام و علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے  
انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے نوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب  
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں  
رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com](mailto:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com),

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد



6744



6744





6744



6744



6744



6744



6744



6744



6744



6744